

ادارہ معارف اسلامی

— پروفیسر خورشید احمد صاحب —

دنیا نے اسلام کے اہل فکر میں اس وقت تک عام احساس پایا جاتا ہے کہ ہم اپنی تاریخ کے شدید ترین دورِ اضطراب سے دوچار ہیں۔ ایک طرف نئے نئے مسلمان ملک آزادی سے جھگڑ رہے ہیں اور آزادی اپنے جلو میں تعمیرِ نو کے مسائل کا ایک ہجوم لیے ہوئے آرہی ہے۔ دوسری طرف مغرب کا ذہنی، فکری اور ثقافتی غلبہ اپنی انتہا کو پہنچا جا رہا ہے۔ فوجوانوں کے ذہن شک و تردید کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ مغربیت زدہ تعلیم نئی نسلوں کو بیماری ملی روایات اور تہذیبی ورثہ سے کاٹ کے ہمارے معاشرے کی تاریخ کٹی کر رہی ہے۔ جدید فلسفہ اور سائنس کے عملوں نے ذہنی اطمینان اور قلبی سکون کو پامال کر دیا ہے اور قوم کے ذہن و فعال طبقے عقیدہ و عمل، دونوں کے اعتبار سے نیم مسلمان، بلکہ بعض حالات میں نامسلمان بنتے جا رہے ہیں۔ آج ہماری حالت اس جہاز کی سی ہے جس کے سامنے ایک عظیم سفر کے امکانات ہوں لیکن جس کے لنگر ٹوٹ چکے ہوں۔ آج ہم اس قافلہ کی طرح ہیں جس کے پاس جوان ہمتیں تو ہوں، مگر جو منزل کا پتہ بھول گیا ہو۔ تاریخ نے جس اس مقام پر لاکھڑا کیا ہے جہاں ۵۲ کروڑ مسلمانوں کی یہ عظیم جمعیت اپنی ۳۴ آزاد مملکتوں کے ذریعہ ایک بے مثال عالمی کردار ادا کر سکتی ہے، لیکن اپنی اندرونی کمزوری، ذہنی غلامی اور فکری انتشار کی وجہ سے وقت کے اس چیلنج کا مردانہ وار جواب دینے کے بجائے محض گھبراہٹ اور سرسراہٹ کا شکار ہے۔ تاریخ نے آج مسلمانوں کو اس عظیم آزمائش میں ڈال دیا ہے کہ ہم دورِ جدید کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے اٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ صحیح حکمتِ عملی اور دانشمندانہ جدوجہد کے ذریعہ ہم تاریخ کا رخ بدل سکتے ہیں اور ایک نئے دور کے بانی بن سکتے ہیں۔ لیکن اگر فکر و دانش کی کمزوری اور تدبیر کی غلطی کے

باعث سیلاب مخالف میں ہمارے قدم اکھڑ جائیں تو پھر ہم جس و خاشاک کی طرح بہ جائیں گے اور بعید نہیں کہ ایک مسلم ملت کی حیثیت سے ہمارا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

وقت کے اس چیلنج کا مقابلہ جن محاذوں پر کیا جانا ہے ان میں سے ایک اہم ترین محاذ علم و ادب اور فکرو فن کا میدان ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسانی زندگی میں افکار و نظریات کو حکمران قوت حاصل ہے۔ جس طرح انسان کے جسم میں دماغ کی حیثیت حکمران کی ہے اور تمام اعضا و جوارح اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں، اسی طرح ایک نظام تہذیب میں افکار و نظریات اور عقائد و خیالات رہنما قوت ہوتے ہیں اور تمام معاشی، سیاسی اور عمرانی امور اسی کے زیر اثر طے ہوتے ہیں۔ وہی زمانے کا فرائج بناتی ہے، وہی خیر و شر کے پیمانے مقرر کرتی ہے، وہی اقدار اور معیارات دیتی ہے، اسی سے سوچنے کے انداز، غور و فکر کے زاویے اور عمل کے منہ پلے مقرر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنی اصلاحی دعوت کا آغاز ایمان سے کرتا ہے اور پھر وہی زندگی کی اصلاح کو ایمان کی اصلاح سے وابستہ کرتا ہے۔ آج جس بنا پر صورت حال سب سے زیادہ تشویشناک ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ بگاڑ صرف ماحول ہی میں نہیں ہے بلکہ ایمان منحل ہو رہا ہے۔ مغرب کے فکری استیلاء کا حسب سے بڑا نشانہ ایمان اور عقائد ہی ہیں۔

بچھلی چند صدیوں سے مغربی فکر و فلسفہ کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان پر نیشہ چلایا جا رہا ہے، ان کے افکار و نظریات کو بدت بنایا گیا ہے، ان کے دل و دماغ کو مسموم کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، اور اب یہ کوششیں اپنے نتائج بھی ہمارے سامنے لا رہی ہیں۔ یہ حملہ فلسفہ اور سائنس کے ہتھیاروں سے بھی کیا جا رہا ہے اور تعلیم و تربیت کے اسلحہ سے بھی۔ اس جنگ میں پروپیگنڈا، نشر و اشاعت اور اثر و نفوذ کے تمام ذرائع کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اخبارات، درمائل، پریس اور ریڈیو، اور تقریر و تحریر کا ہر حربہ اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور اس کا توڑ کرنے کے لیے گو محدود کوششیں تو ہوتی رہی ہیں لیکن منظم اور مہم گیر جدوجہد کا فقدان ہے۔ ضرورت ہے کہ

۱۔ اسلام کے فلسفہ زندگی اور اس کے نظام حیات کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے اور اس کی

تعلیمات کو عقلی دلائل کے ساتھ آج کی زبان میں پیش کیا جاتے، تاکہ اسلام کی شاہراہ مستقیم ہر جگہ واضح اور نمایاں ہو کر سامنے آجائے اور مختلف ذہنی سطح کے لوگ اس کو اچھی طرح سمجھ بھی سکیں اور اس پر ان کے دل بھی مطمئن ہو جائیں۔ ہماری مشکلات کا ایک بڑا سہرا حتمیہ جہل اور لاعلمی ہے۔ اسلام کا علمی سرمایہ جن زبانوں میں ہے ان تک ہماری نئی نسلوں کی رسائی نہیں اور جن اصطلاحات میں ہے اس سے آج کے لوگ نامالوس ہو گئے ہیں۔ مگر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو آج کی زبان میں مختلف علمی سطحوں پر لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جائے تو دین سے انحراف اور مغرب کی غلامی کا ایک بڑا سبب دور ہو جائے گا اور اسلامی نشاۃ ثانیہ کی بنیادیں مستحکم ہو جائیں گی۔

۲۔ مغربی علوم و فنون اور نظام تہذیب و تمدن کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ علم جدید کے کچھ سرمایہ کار کھلی آنکھوں اور ناقدانہ ذہن کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ اس میں کیا کچھ غلط اور قابل ترک ہے اور کیا کچھ صحیح اور قابل اخذ۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ خود مغرب کی ذہنی ترقی مسلمانوں کے اثرات کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن ایک غلط نظام تہذیب اور خالص مادہ پرستانہ زاویہ نظر نے علوم و فنون کی ترقی کو بالکل غلط رخ دے دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فکر و فلسفہ کا عمومی مزاج زہر آلود ہو گیا ہے اور وہ اپنی صحیح بیج پر ترقی نہیں کر رہا ہے۔ آج کی بہت بڑی ضرورت یہ ہے کہ غلامانہ ذہنیت کو ترک کر کے مغربی افکار کا مطالعہ کیا جائے، اس کی غلطیوں کو صفات الفاظ میں بیان کیا جائے اور جو کچھ اس میں صحیح ہے اس سے فائدہ اٹھانے چوتھے تمام علوم کو اسلام کی دی ہوئی اقدار پر مرتب اور مدون کیا جائے اور صحیح سمت میں ان کو ترقی دی جائے۔ اسلام کا نقطہ نظر بڑا وسیع ہے، وہ تمام علوم و فنون کی ترقی چاہتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ ترقی صحیح بنیادوں پر اور صحیح سمت میں ہو۔

۳۔ آج کی دنیا میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، خصوصیت سے معیشت، معاشرت، ریاست اور قانون کے میدانوں میں جو نئی پیچیدگیاں رونما ہوتی ہیں ان کا مطالعہ بیدار ذہن کے ساتھ اور بالغ نظری کے ساتھ کیا جائے اور پوری وضاحت کے ساتھ بتایا جائے کہ اسلام کے اصولوں کو زمانہ حال

کے مسائل و معاملات پر منطبق کر کے ایک صالح اور ترقی پذیر تمدن کی تعمیر کس طرح ہو سکتی ہے اور اس میں ایک ایک شعبہ زندگی کا عمل نقشہ کیا ہوگا۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں آج کا سیاسی نظام کیا ہوگا، معیشت کا ڈھانچہ کیسے بنے گا، سود کیونکر ختم کیا جاسکے گا، اخلاقی اور معاشی ترقی میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے گی، قانون تجارت، قانون فوجداری، قانون شہادت وغیرہ کی شکل کیا بنے گی، بین الاقوامی سیاست کے ضابطے کیا ہوں گے، معاشرتی زندگی کی گتھیوں کو کس طرح سمجھا یا جاتے گا۔ غرض جو عملی مسائل آج مسلم معاشرہ کو درپیش ہیں انہیں اسلام کی رہنمائی میں کس طرح حل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح خیالات کو بدلنے کے ساتھ ساتھ زندگیوں کے رخ کو تبدیل کیا جاسکے گا اور وہ تہذیبی نظام قائم ہو سکے گا جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔

یہ کام آج وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ خدا ان نیک بندوں اور اجتماعی تحریکوں پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے جنہوں نے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کی ہے اور ذمہ غلامی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کام کو منظم طریقے پر اور ایک وسیع پیمانے پر انجام دیا جائے، ایسے ادارے قائم کیے جائیں جو اپنی ساری قوتوں اور توانائیوں کو اس علمی اور فکری جہاد کے لیے صرف کر دیں، اعلیٰ صلاحیت والے نوجوانوں کی ایک کھیب اٹھے جو اپنی زندگیوں کو اس عظیم کام کے لیے وقف کر دے، دوسری تمام چیزوں سے اپنی نگاہیں ہٹا کر صرف اسلام کی خدمت کو اپنا مشغلہ حیات (CAREER) بنا لے اور اس کے لیے اپنی زندگیوں کو توجہ دے۔

ادارہ معارف اسلامی (ISLAMIC RESEARCH ACADEMY) کا قیام وقت کی اسی ضرورت کا نتیجہ ہے۔ یہ ایک آزاد اور خالص علمی ادارہ ہے جسے تحقیقی اور تعلیمی مقاصد کے لیے قائم کیا جا رہا ہے۔ یہ ادارہ علم و فکر کے میدان میں اسلام کے وقار اور اس کی ترجمانی کی کوشش کرے گا۔ اس ادارے کے ذریعہ ان تینوں خدمات کو انجام دینے کی جدوجہد کی جائے گی جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس ادارہ کا پروگرام یہ ہے:

- اسلام پر علمی و تحقیقی کام کرنا اور اس کے نظام فکر و عمل کے تمام پہلوؤں کو واضح طور پر پیش کرنا۔
- مختلف ذہنی معیارات کو سامنے رکھ کر دنیا کی مختلف زبانوں میں خصوصیت کے اردو، ہنگامہ انگریزی، عربی اور ایشیائی اور افریقی زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کرنا اور بلند پایہ کتب کے ترجمے کرانا۔
- دور جدید کے پیدا کردہ مسائل پر خصوصی تنقید کرنا اور اس سلسلہ میں فی الحال خاص طور پر اسلامی قانون اور اسلامی معاشیات کے مسائل پر علمی کام کرنا۔
- مسلمانوں کی نئی تعلیمی ضروریات کو منقح کرنا اور ان کو پورا کرنے کے لیے نصابی اور امدادی لٹریچر تیار کرنا۔

- مذاکروں، مباحثوں اور مطالعوں کے حلقوں وغیرہ کے ذریعہ اسلامی افکار و مسائل پر غور و بحث کی صحت مندانہ روایات قائم کرنا اور اسلام کے حق میں مضامین تیار کرنے کی کوشش کرنا۔
 - نوجوانوں کی ذہنی اور علمی تربیت کے لیے مناسب انتظامات کرنا۔
- یہ ہیں وہ کام جو اس وقت ادارہ کے پیش نظر ہیں۔ جن حضرات کی زیر نگرانی یہ ادارہ کام کر رہا ہے وہ یہ ہیں:

- | | |
|-------------------|---|
| صدر | ۱۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی: لاہور |
| نائب صدر | ۲۔ مولانا محمد ناظم ندوی، پرنسپل جیامو عبد الباقی بہاول پور |
| نائب صدر | ۳۔ مولانا عبدالرحیم صاحب، ڈھاکہ |
| مستند اعلیٰ | ۴۔ خورشید احمد۔ ایڈیٹر وائس آف اسلام و چراغِ راہ، کراچی |
| خازن | ۵۔ چودھری غلام محمد، کراچی |
| | ۶۔ مولانا منتخب الحق صاحب صدر شعبہ معارف اسلامیہ |
| رکن مجلس انتظامیہ | کراچی یونیورسٹی، کراچی |
| رکن مجلس انتظامیہ | کراچی |
| رکن مجلس انتظامیہ | ۷۔ مولانا ظفر احمد انصاری |
| | ۸۔ میاں طفیل محمد، لاہور |

یہ ادارہ کراچی، لاہور اور ڈھاکہ میں کام شروع کر رہا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ تمام اسلام پسند حضرات ادارہ سے پورا پورا تعاون کریں گے اور ہر ممکن علمی، اخلاقی اور مالی مدد سے اس فکری جہاد میں ہمارے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

ترجمان القرآن کا منصب رسالت نمبر

یہ ضمیمہ نمبر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر عبدالودود رکن ادارہ طلوع اسلام کے درمیان سنت کی اہمیت کی حیثیت کے موضوع پر مراسلت کے علاوہ جسٹس محمد شفیع صاحب یا سیکورٹ منسٹری پاکستان کے اس فیصلہ پر تنقید پر مشتمل ہے جو انہوں نے سنت کے بارے میں دیا ہے۔ یہ نمبر انتہائی دلچسپ اور معلومات آمیز ہے۔ منکرینِ حدیث کے ہر اعتراض اور دلیل کا مدلل یہ مسکت جواب ہے۔ دفتر میں صرف چند بہرے موجود ہیں۔ ضرورت مند اسے فوری طور پر فرمائیں۔
دو سے نائڈ پر چوں کی خریداری پر ۲۵ فیصد رعایت دی جائے گی
بیگز ترجمان القرآن اچھرہ، لاہور